كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

شجرہ طیبہ

قادری ہجویری

راہ سلوک میں کامیابی، مرشد سے فیض حاصل کرنے کے طریقے، قادری سلسلے کا نور اور گناہوں کی زندگی سے بچنے کا آسان حل، مراقبے کا طریقہ، اور سلسلہ قادریہ کے اسباق لیے ابتدائی معلومات

Table of Contents

حال دل 4

اللہ سے ملاقات کاآسان راستہ 4

باطنی بیماریاں دور کرنے کی اہمیت 5

تصوف کیا نہیں ہے 6

اصلاح باطن کے انسانی زندگی پر اثرات 7

مرشد کی اہمیت اور ضرورت 9

موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت 11

انتخاب شیخ 12

بیعتِ اصلاح کی اہمیت 13

مشائخ عظام کی بیعتِ اصلاح 14

بیعت اصلاح قرآن کی نظر میں 15

آداب بیعت 16

بیعت کا مقصد 20

بیعت کا فائدہ 21

صحبت شیخ کا طریقہ 22

آداب شیخ 22

جلدی ترقی اور کامیابی کے راز 27

آپس میں پیر بھائیوں کے آداب 28

روزانہ کے معمولات 30

منازل سلوک (لطائف) 33

مقامات لطائف قادریہ 33

مراقبہ 34

ذکراللہ کی اہمیت اور ضرورت 35

احادیث میں فضیلت 36

ذکر بالجہر 36

ذکر بالجہر کی شرائط 37

ذکر بالجہر اور اجتماعی ذکر کے دلائل 37

سلسلہ قادریہ کے کمالات 38

راہ مجاہدہ 38

آداب خانقاہ قادری ہجویری (تسبیح خانہ) 39

چند اصطلاحات تصوف 41

تصوف کے چار مشہور سلسلے 44

سلسلہ قادری ہجویری کے (۲۸) اسباق 45

حال دل

ہماری زندگی کی اہم ترین چیز ہمارا سانس ہے۔ یہ زندگی اسی سانس کی مرہون منت ہے۔ ہم پچاس سال کی زندگی کی منصوبہ بندی کرتے ہیں لیکن ہمیں آنے والے پل کی خبر نہیں، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس مادی دنیا میں ایسے کام ضرور کرلیں جس سے ہماری روحانیت میں اضافہ ہو۔ روحانیت کا لفظ روح سے ہے اور تصوف کا اصل مقصد ہی روح کی جسم کیساتھ ہم آہنگی اور تزکیۂ نفس ہوتا ہے جس کی انتہا کو حدیث پاک میں ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے" کہ اللہ کی عبادت کو اس طرح کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو"۔ یہ زندگی کتابوں میں پڑھی ضرور تھی لیکن حقیقت اور کیفیات کا ادراک مرشد الآفاق قطب زماں حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمہ اللہ کی جوتیوں میں بیٹھنے سے ہی نصیب ہوا۔ میری خواہش اور تاکیدی عرض ہے کہ سلسلہ قادریہ کا طالب اس کتابچہ کو کم از کم دس مرتبہ ضرور پڑھے، انشاء اللہ ہر دفعہ معرفت کا ایک نیا باب کھلتا چلا جائے گا۔

{حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفی اللہ عنہ}

اللہ سے ملاقات کا آسان راستہ

کون کہتا ہے کہ خدا نظر نہیں آتا
ایک وہی تو نظر آتا ہے جب کوئی نظر نہیں

تزکیۂ قلب، دل کی پاکیزگی کو کہا جاتا ہے یعنی دل و دماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اس میں آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے، عام طور پر انسان کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے، جو شریعت کے خلاف ہیں اور جن میں نفس کو مزہ آتا ہے، ان رجحانات کے رخ کو تبدیل کر کے نفس کو ہدایت اور خیر پر لگانے کی محنت کا نام تصوف و سلوک ہے۔ یعنی ایک ایسی کیفیت کا حاصل ہوجانا جو انسان کو ہر جگہ اپنے خالق کی موجودگی کا احساس دلاتی رہے پھر یہ کیفیت انسان کے گناہ کرنے میں رکاوٹ اور نیکی کے کام میں اس کی معین و مددگار ہو جائے۔ اسی کو مرتبہ احسان و سلوک، تزکیہ نفس، طریقت اور اخلاص بھی کہتے

ہیں۔ اس مقام کے بعد انسان رہتا تو دنیا میں ہی ہے ، کھاتا کماتا بھی ہے، اور دیگر ضروریات زندگی کو بھی پورا کرتا ہے لیکن وہ اس کا مصداق ہوتا ہے کہ ۔

دنیا کے مشغلوں میں ہم باخدا رہے

سب کے ساتھ رہتے ہوئے سب سے جدا رہے

۔۔۔۔۔۔۔ خلاصۂ تصوف... خوف خدا... اتباع مصطفیٰ ﷺ... نفس کی ناجائز خواہشات کی مخالفت

تین مجاہدے... نفس کے ساتھ... شیطان کے ساتھ... ماحول کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆

باطنی بیماریاں دور کرنے کی اہمیت

اور ان امراض کے دور کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔ اسکی دل کی باطنی بیماریاں دور کرنا نہایت ہی ضروری ہیں کچھ تفصیل مشائخ کی کتابوں سے درج کی جاتی ہے تاکہ اہمیت کا اندازہ ہوسکے۔

(۱) حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (٤٦٥ھ) فرماتے ہیں کہ اپنے اخلاق اور معاملات کو صاف رکھنا، ہر جگہ پاکیزگی وسچائی کو لازم رکھنا ہی تصوف ہے۔

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سورہُ توبہ کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صوفیا کرام جس علم کوسلوک و تصوف یعنی اصلاح باطن کہتے ہیں اس کا حاصل کرنا نماز روزے کی طرح فرض ہے کیونکہ اس کا نتیجہ (برُے اخلاق سے) صفائی قلب ہے ۔ (تفسیر مظہری)

(۲) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (جیسے باقی علوم فرض ہیں) اسی طرح علم سلوک (علم باطن) بھی فرض ہے جو دل کے حالات ہیں جیسے توکل، خشیت ، رضا بالقضاء یعنی اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا (وغیرہ ۔ (تعلیم المتعلمین)

(۳) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے فقہ کے بغیر تصوف حاصل کیا وہ زندیق ہوا۔ اورجس نے تصوف سیکھے بغیرفقہ حاصل کیا وہ فاسق ہوا۔ اورجس نے دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔ (اللمعات شرحِ مشکوٰۃ)

(۴) علامہ شامی نے احوال قلب (دل کے حالات) کی تفصیل بیان فرماکریہ نتیجہ نکالا ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ رذائل یعنی بُرے اخلاق کودورکرنے کے لئے اتناعلم حاصل کریں جتنا اپنے نفس کو اس کا محتاج سمجھیں ان کاازالہ فرض عین ہے۔ (فتاویٰ شامی)

(۵) (حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اصلاح باطن کو فرض قرار دیا ہے۔ (التکشف عن مہمات التصوف)

تصوف کیا نہیں ہے

(۱) مے ومستی، رقص وسرور، مزاج کی بے خودی اور غیرمہذبانہ حرکات کا نام تصوف نہیں بلکہ سراسر اتباع نبوی ﷺ کا نام ہے۔ اورنہ ہی قبروں پرغیراسلامی حرکات کا نام ہے۔

(۲) تصوف کے لیے نہ کشف وکرامات ضروری ہیں نہ ہی پراسرارروحانی ملاقات اورنہ عالم لاہوت کی سیرہونا شرط ہے اورنہ ہی سچے خواب یا خوابونمیںبزرگوں سے ملاقات ہونے کا وعدہ ہے۔

(۳) کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف نہیں۔ نہ مقدمات جیتنے کانام ہے اورنہ ہی یہ بات لازمی ہے کہ پیرکی ایک توجہ سے بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت کے تمام مقامات طے ہوجائیں گے۔

(۴) دم درود، تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کا نام تصوف نہیں۔ آج ہماریمعاشرے مینیہ ساری چیزینتصوف کا حصہ سمجھی جانے لگی ہیں اور ہم ان ہی باتوں کی تکمیل کے لیے اولیاء وبزرگونکے پاس جانے لگے ہیں۔ یہ شطان کا بڑا دھوکا ہے، اس سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بزرگوں کے پاس اخلاص سے اپنی اصلاح اور تربیت کی نیت سے آنا چاہیے۔

اصلاح باطن کے انسانی زندگی پر اثرات

(۱) سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تصوف پر عامل ہو تو وہ تمام رذائل اخلاق یعنی تمام بُری عادات سے پاک ہوجاتا ہے کیونکہ تصوف یعنی عشق تمام انسانی برائیوں کو دور کرنے کی محنت کا نام ہے ۔ تصوف مذہب کی روح ہے یعنی زندہ خدا کے ساتھ زندہ رابطہ پیدا کرنے یا اُسے اپنے باطن کی گہرائیوں میں مشاہدہ کرنے کا نام ہے۔

(۲) اولیاء کی خدمت میں رہنے سے مزاج میں تواضع پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ خود سراپا عاجزی ہوتے ہیں۔ مختصر طور پر ایک بزرگ کی عاجزی اور مخلوق کی خیر خواہی کا واقعہ لکھا جاتا ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ لوگ آئے کہنے لگے: حضرت! ایک صاحب کا کہنا ہے کہ میں حاجی صاحب کا داماد ہوں اس نسبت کی وجہ سے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور تحائف دیتے ہیں بلکہ وہ صاحب تو لوگوں سے اپنی دیگر ضروریات بھی پوری کر رہے ہیں ۔ حضرت نے خاموشی سے بات سننے کے بعد فرمایا کہ بھائی میری تو کوئی بیٹی ہی نہیں ہے۔ تو وہ صاحب میرے داماد کیسے ہوگئے ؟ اگر کوئی شخص میری ذات سے دنیا کا نفع لے رہا ہے تو کوئی بات نہیں میری ذات سے کسی کو تو نفع ہو رہا ہے۔ دیکھیں ! ہمارے بڑوں کا کتنی عظمت اور رعایت کا مزاج تھا ایسے شخص سے بھی درگزر کیا جو ان کے نام پر دنیا کما رہا ہے۔

(۳) تصوف کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کافر اور مومن، ہندو و مسلم ، کالے اور گورے غرض ہر کسی سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نگاہ میں صرف اپنے عیب ہوتے ہیں۔ وہ برائی سے تو نفرت کرتا ہے مگر برائی کرنے والے سے نفرت نہیں کرتا۔

نہ تھی جب اپنے گناہوں پہ نظر

دیکھتے تھے زمانے کے عیب وہنر

جب پڑی اپنے گناہوں پر نظر

تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

(۴) صوفی کے دل ودماغ سے تعصب، تنگ نظری، نفرت، حقارت، امتیازِ رنگ ونسل، اختلافِ امت، فرقہ بندی، گروہ بندی، بے جا پاسداری یا باطل پسندی کے جذبات بالکل مٹ چکے ہوتے ہیں، اس لیے وہ کسی کوتکلیف نہیں پہنچا سکتا، انسان تو انسان وہ تو جانوروں پر بھی رحم کرتا ہے۔

(د) آج ہماری زندگی بہت مصروف ہے۔ ہمیں اپنی روح کی تازگی کے لیے وقت نہیں ملتا۔ تصوف روح کی تازگی کے ساتھ آپ کی دنیاوی اور کاروباری زندگی میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ تصوف ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اپنا ہر دن دوسرے دن سے مختلف خوشگوار اور کامیاب گزاریں۔ صوفیا کی زندگی اور حکایات میں انسانیت کے لیے بے مثال پیغامات ہوتے ہیں جو ہماری روحانی، اخلاقی زندگی کو نکھار کر معرفت کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا دیتے ہیں۔

لیکن یہ بات نہایت ہی اہم ہے کہ یہ تمام تبدیلی مرشد کامل کی صحبت کے بغیر نا ممکن ہے کیونکہ ہر فن صاحب فن کی صحبت میں رہ کر ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

{کونوامع الصادقین}

تمنا درددل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

مرشد کی اہمیت اور ضرورت
موجودہ معاشرے میں بیعت کی ضرورت
انتخاب شیخ
بیعت اصلاح کا قرآن واحادیث سے ثبوت

مرشد کی اہمیت اور ضرورت

صحبت شیخ کا ثبوت قرآن سے

(۱) واتبع سبیل من انا ب الیؑ(سورہ ،لقمان۱۵)"

:اللہ پاک فرماتے ہیں

جو بندے میری طرف رجوع ہیں ان کی اتباع کرو

تفسیر مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے اس آیت میں سب سے پہلے انبیاء علیھم السلام مراد ہیں اوردوسرے نمبر پر صالحین اُمت مراد ہیں۔(ص۸۳

(۲) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہٗ"(سورہُ کہف :۲۸"

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی" " رضا حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں

(۳) **یاأیہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین**"(سورۂ توبہ:۱۱۹")

"اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو"

ضرورت مرشد

حیات انسانی کی یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ انسان جس علم سے یا فن میننا آشنا ہو تو اس کو جاننے کے لیے وہ کسی ماہرِ فنِ استاد کی طرف رجوع کرتا ہے، تاکہ ماہر کی رہنمائی اور دستگیری سے اپنے مقصدمیں کامیابی اور کمال حاصل کرسکے۔ جب دنیاوی امورمینبغیررہنما کے کامیابی ممکن نہینتودینی اور روحانی امورمینبغیر رہنمااوراُستاد کے کس طرح کامیابی حاصل ہوسکتی ہے؟ جہاں ہرہرقدم پرنفس اور شیطان گھات لگاکر بیٹھے ہوں اوروہ ابلیس جس نے یہ قسم کھائی ہو۔

"فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ"

کہ (اے اللہ)تیری عزت کی قسم میں ضروران سب کوگمراہ کروں گا“ ۔”

اسی لیے اولیاء کرام رحمھم اللہ کسی نہ کسی بزرگ کی صحبت کوحرز جان سمجھتے تھیحضرت خواجہ عزیز ان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ یارنیک کی صحبت کا رنیک سے بہتر ہے کیونکہ کارنیک مینریا آسکتی ہے لیکن یارنیک تم کوصراط مستقیم پرلگانے کی کوشش کرے گا۔

دوسری مثال

جس طرح طب کی کتابوں میں ہرقسم کے نسخہ جات، وزن ادویہ اور طریق علاج موجود ہینتوپھرکسی ماہر طبیب اورڈاکٹر کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے؟ ظاہر ہے ایسا نہیں آخراس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ جان عزیز ہے اور احتیاطِ تقاضایہ ہے کہ طب کی کتابوں اور اپنے علم پربھروسہ نہ کیا جائے، بلکہ اچھی طرح چھان بین کرکے کسی ماہر کوتلاش کیا جائے۔ اسی طرح اگر ایمان عزیز ہواور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہوتوضروری ہے کہ آدمی کسی معالج روحانی کوتلاش کرے کیونکہ روحانی طبیب کے بغیرروحانی صحت، تزکیۂ باطن اورتعلق مع اللہ پیدا ہونا محال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ ناپاک زمین کے پاک ہونے کی دوصورتینہیں۔ ایک تویہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کوبہاکرلے جائے۔ دوسری یہ کہ اتنا سورج چمکے کہ وہ نجاست کوجلاکررکھ دے۔ اسی طرح قلب کی زمین کے لیے دوچیزینہیںایک ذکرالٰہی جس کی مثال بارش کی سی ہے۔ اوردوسری شیخ کامل کی صحبت کی مثال کہ وہ سورج کی سی ہے ذکرسے بھی دل صاف ہوتا ہے اورشیخ کامل کی صحبت اور توجہات سے بھی۔

☆☆☆

موجودہ دور میں بیعت کی ضرورت

قیامت کی اکثر نشانیاں پوری ہوچکی ہیں ہر آنے والی صبح روز نت نئے فتنے لا رہی ہے قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک روئے زمین پر ایک بھی اللہ والا موجود ہے اسلئے اگر آج ہم بھی اپنے ایمان کو بچانا چاہتے ہیں تو کسی اللہ والے کے ساتھ جڑ جائیں اگرچہ ہماری اپنی کوئی حیثیت نہیں لیکن ان اللہ والوں کے ساتھ جڑ جانے کی وجہ سے ہم بے قیمت بھی قیمتی ہوجائیں گے۔ اس نسبت کو میں چند مثالوں کے ذریعے سمجھاتا ہوں۔

جس طرح دو اینٹیں ہیں دونوں ایک ہی بھٹے میں تیار ہوتی ہیں ایک کو مسجد کے فرش میں لگا دیا گیا ۔ اور دوسری کو بیت الخلاء میں لگا دیا گیا۔ مسجد والی اینٹ کا مرتبہ اتنا بڑھا کہ وہاں ہر شخص پیشانی رکھنا سعادت سمجھتا ہے اور جس اینٹ کی نسبت بیت الخلاء کے ساتھ ہوئی اُس میں کوئی ننگے پیر جانا گوارا نہیں کرتا۔ ارے اللہ والو! یہ ہے نسبت کی برکت کہ اچھی نسبت نے عزت بخشی اور بُری نسبت ذلت ورسوائی کا وگرنہ یہ نسبت اور تعلق تو کہیں سبب بنی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی نسبت کو کسی اللہ والے کے ساتھ ا

جوڑ لیں

دوسری مثال

ہماری عام زندگی میں ایک گتے کو کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن جب یہی گتہ قرآن مقدس کی جلد بن جاتا ہے تو اس گتے پر بظاہر کوئی لفظ لکھا ہوا نہ بھی ہو اس کے باوجود بھی علماء نے لکھا ہے کہ اس گتے کو بھی بے وضو چھونا جائز نہیں کیونکہ اب اس گتے کی نسبت عظمت والی کتاب کے ساتھ ہوگئی۔ اب اس نسبت نے اس بے حیثیت گتے کو بھی محترم بنادیا۔ سبحان اللہ۔

اسی طرح جو گناہ گار سے گناہ گار شخص بھی کسی اللہ والے سے جڑ جاتا ہے اس کی اہمیت اور حیثیت بھی محترم ہوجاتی ہے اور اسے عزت نصیب ہوتی ہے۔۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے، بجز ندامت کے پاس کیا ہے

رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو بس آسرا یہی ہے

تیسری مثال

ایک ٹرین کئی ڈبونپر مشتمل ہوتی ہے اگر اس کے ساتھ ایک اور کمزور سا بے حیثیت ڈبہ جوڑ دیا جائے تو جس منزل پر یہ بقیہ ٹرین پہنچے گی وہاں وہ ان کے ساتھ لگا ہوا بے حیثیت ڈبہ بھی پہنچ جائے گا۔ اسی طرح ہم بالکل بے حیثیت ہیں نہ خود چلنے کی ہم میں طاقت ہے اور نہ ہی ہمت۔ اگر ہم بھی اپنے آپ کو کسی مضبوط انجن (اللہ والے) یا کسی ڈبہ (کسی اللہ والے کے غلام) کے ساتھ جوڑ لیں گے تو اللہ کے فضل وکرم سے ہم بھی اپنی منزل پر پہنچ جائینگے۔

انتخاب شیخ

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ تزکیۂ نفس یعنی اصلاح باطن جو کہ مقاصد رسالت میں سے ہے، اس کے لیے کسی رہبر اور رہنما کی ضرورت ہے، جیسے مرشد، استاد یا شیخ کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں۔ جس طرح انسان اپنے دنیا کے دیگر اہم معاملات میں غور و فکر اور چھان بین کے بعد فیصلہ کرتا ہے، اس سے بھی کہیں زیادہ شیخ کے انتخاب کے وقت فیصلہ کرینکیونکہ یہ آپکی دنیا اور آخرت دونوں کا معاملہ ہے نہایت ہی اطمینان کے بعد ہاتھ میں ہاتھ دینکیونکہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے مردہ بدست زندہ یعنی مردہ جس طرح بے بسی کے عالم میں سراپا دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح سچا طالب بھی اپنے شیخ کے تعمیل حکم کا پابند رہتا ہے۔ طالبین کی سہولت کے لیے چند شرائط لکھی جاتی ہیں جو شیخ کا مل میںہونا نہایت ہی ضروری ہیں۔

(۱) ایسے شخص کو مرشد بنایا جائے جو رموز آشنا اور منزل معرفت کا حامل ہو اور فن رہبری میں ماہر بھی ہو۔

(۲) جو پابندی شریعت، تقویٰ وطہارت اور حسن معاملات سے آراستہ ہو کیونکہ جو شخص خود با عمل نہ ہو یا وہ نا بینا ہو وہ دوسروں کی بھی رہنمائی نہیں کر سکتا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ”لا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا“ (سورۂ کہف ۲۸

اس شخص کی پیروی مت کر وجس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے بھلا دیا اور اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی " اور اسکا کام حد سے بڑھا ہوا ہے"۔

(۳) بیعت ہوتے وقت احتیاط اس لیے بھی ضروری ہے کہ راہ سلوك میں رہزن بہت زیادہ اور رہبر بہت ہی کم ہینکہینیه نہ ہو کہ آدمی سراب کو دریا سمجھ کر پیاس بجھانے کی لا حاصل کوشش میں خود کو ہلاك کر دے ،یا ببول کو باغِ اِرم جان کر اپنے آپ کو لہولہان کر دے۔ اور آخرت میں سوائے خسارے اور نقصان کے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کامل کی تین صفات ذکر کی ہیں۔

(۱) دین انبیاء علیہم السلام کا ہو

(۲) تدبیر اطباء کی سی ہو

(۳) اور سیاست بادشاہوں کی سی ہو۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیندل کی صفائی تو کفار اور غیر مسلم کو بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ دل کی مثال آئینہ کی طرح ہے۔ آئینہ گرد آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہوجاتا ہے اور عرق گلاب سے بھی لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کے لیے اتباع سنت کسوٹی ہے۔ (رجوم المذنبین ص۱۲۹)

بیعتِ اصلاح کی اہمیت

جب یہ بات جان لی گئی کہ شیخ کامل کی صحبت اور انکی مجلس مینحاضری نہایت ہی ضروری ہے وگرنہ اس کے بغیر دنیا کی بھول بھلیوں اور شیطان کی چال بازیوں مینملوث ہونا بہت ممکن ہی نہینبلکہ لازمی ہے۔ تو اس سے بیعت کی اہمیت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ بیعت کا عمل کوئی رسمی چیز نہینبلکہ یہ آپﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام اولیاء عظام رحمھم اللہ کی سنت ہے۔ جسکا ثبوت قرآن مقدس، احادیث مبارکہ اور لاکھوں اولیائے کرام کے حالات مینملتا ہے۔

مشائخ عظام کی بیعتِ اصلاح

بیعت کی عام طور پر تین قسمیں ہیں :(۱) بیعت اسلام (۲) بیعت جہاد (۳) بیعت توبہ۔

صوفیائے کرام کا جو معمول ہے وہ بیعت توبہ ہے جسے بیعت اصلاح اور بیعتِ تصوف بھی کہتے ہیں ۔یہ بیعت اس لیے ہے کہ جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے اُن سے بچا جائے اور جوکچھ شریعت نے جائز کیا ہے اُس کو زندگی میں لے آنے کے لیے عہد اور وعدہ کیا جائے ۔

ہمارے اکابر مینبڑی بڑی ہستیانا ولیاء کی خدمت مینجاتی بھی تھینا وربیعت بھی ہوتی تھیں۔ مثلاً

(۱) سید احمد شہید رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ سے تھی اور آپ کی بیعتِ تصوف اپنے والد مکرم امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے جو برصغیر میناشاعت حدیث کا سبب بنے اورشاہ صاحب کی بیعتِ اصلاح اپنے والدمحترم شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سے تھی جو چاروں سلسلوں مینمجاز تھے اور ان کی بیعتِ اصلاح حضرت خواجہ سید عبداللہ واسطی رحمہ اللہ سے اور ان کو سید آدم بنوری رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) سے بیعت و (خلافت حاصل تھی۔ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

(۲) امام رازی رحمہ اللہ کی بیعت توبہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ کے ساتھ تھی۔

(۳) شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ سے بیعت تھے ۔

(۴) اسی طرح مولانا جامی جیسی شہرہ آفاق شخصیت جن کی کتاب آج ہر عالم کے لیے پڑھنا لازم ہے آپ کی بیعت اصلاح خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔

(د) علمائے اہلحدیث کی معروف اوربنیادی بزرگ شخصیت حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ سے تھی اور ان کا سلسلہ بیعت نقشبندیہ کے معروف بزرگ سید احمد شہید رحمہ اللہ سے تھا۔ اور اسی طرح شیخ الکل حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ بھی لوگوں کو بیعت فرماتے تھے ۔(دبستان حدیث، مولانا اسحاق بھٹی)

حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی، مولانا ابوبکر غزنوی، مولانا دائود غزنوی اور لکھوی خاندان رحمہم اللہ کے اسلاف بیعت فرماتے تھے۔

قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ سے خواتین کا بیعت اصلاح کرنا حضورﷺ سے ثابت ہے۔ اس لیے اصلاح باطن کی غرض سے شرعی حدود کو مد نظر رکھتے ہوئے متبع کامل شیخ سے خواتین بیعت کرسکتی ہیں اور کرنی بھی چاہیے۔

بیعت اصلاح قرآن کی نظر میں

(۱) یا ایّھا النّبی اذا جاءك المومنٰت یبایعنك علٰی ان لاّ یُشرکن با للہ شیا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دھنّ ولا یاتین ببھتانٍ یّفترینه بین ایدیھنّ وارجلھنّ ولا یعصینك فی معروفٍ فبایعھنّ واستغفرلھنّ اللّٰہ ان اللّٰہ غفورٌ رحیم” (سورة الممتحنه ۱۲)

”اے نبیﷺ! جب آئیں آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لیے اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں گی اللہ کا کسی کو، چوری نہ کریں گی اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں، اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پائوں میں اور آپکی نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو آپ ان کو بیعت کرلیں اور معافی مانگیں ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) ”ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم“

”اے محبوبﷺ) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، در حقیت وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ) ان کے ہاتھوں پر ہے۔“

بیعت اصلاح پر احادیث مبارکہ

(۱) حضورﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت جو آپﷺ کے گرد جمع تھی ان سے فرمایا کہ ”تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرلو کہ تم شرک نہ کروگے اور چوری نہ کروگے اور زنا نہ کروگے۔ (بخاری و مسلم، ملخصاً)

(۲) عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضورﷺ کی خدمت مینچندافراد حاضر تھے آپﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے ہو؟ ہم نے ہاتھ پھیلادیئے اور عرض کیا یا رسول اللہﷺ! ہم کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ آپﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، (پانچ وقت کی نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔ (مسلم، ابو دائود، نسائی، ملخصاً

ان آیات اور احادیث مبارکہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات اور احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بیعت اصلاح کرنا اور حضورﷺ کا بیعت لینا بالکل واضح ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ صحابہ جیسے پاک نفوس تو اپنی اصلاح اور تربیت کے لیے حضورﷺ سے بیعت لیں اور آج ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہ ہو تو اس !!.....مینکسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نصیبی کہیے یا اور کچھ

آداب بیعت

خموش اے دل بھری محفل میں چلّانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حضرت ابو حفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینتصوف سراسر ادب ہے، ہر وقت ہر مقام اور ہر حال کا ادب، جس نے ان آداب کی رعایت کی وہ باکمال اولیاء کے مقام کو پہنچ گیا اور جس نے آداب کو ضائع کیا وہ محروم رہا چاہے وہ خود کو کامل سمجھ رہا ہو۔

بیعت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی خواہش کو شیخ کے تابع کردے۔ راہ سلوک مینکامیابی اسی کو ملتی ہے اور ترقی وہی کرسکتا ہے جو اپنی انا اور رائے کو ختم کردے اور انہی باتونپر عمل کرے جو اس کا شیخ اسکو تعلیم کرے اور ظاہر ہے کہ متبع شریعت شیخ شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیندے سکتا۔

آداب شیخ کا خلاصہ چار باتو نمینہے: (۱) اعتقاد (۲) انقیاد (۳) اطلاع (۴) اور اتباع۔

(اعتقاد) اپنے شیخ سے اعتقاد اور محبت کے بارے میں میرے مرشد حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ " مرشد سے محبت نہ کرو بلکہ عشق کرو اور عشق بھی والہانہ اور سچا، جو چیز بھی مرشد کی محبت اور عقیدت کے درمیان حائل ہو تو اُس کو ذبح کردو۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من لم یعتقد فی شیخہ الکمال لا یفلح علی یدہ ابدا" (یعنی جوشخص اپنے شیخ کے کمال کا اعتقاد نہ رکھے گا وہ کبھی کامیاب نہ ہوسکے گا)۔

اپنے مرشد سے عقیدت اور محبت میں جتنی پختگی زیادہ ہوگی مرید شیخ کے فیض سے اتنا ہی زیادہ مستفید ہوگا۔ اس لیے اپنے مصلح اور رہنما سے عقیدت اور حسن ظن کے بغیر اُس کی بات ماننا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ مرشد سے قلبی تعلق کے بغیر نہ معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی سلوک کی تکمیل۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" سمیت المحبۃ لانها تمحو من القلب ماسوی محبوب" یعنی محبت کو محبت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ مٹا دیتی ہے۔ مرشد کی محبت اس درجے کی ہو۔

آہ وہ کیادن تھے جب دل محبت سے سرشار تھا
میکدے میں جسم کے، جو سانس تھا میخوار تھا
خار پر بھی آنکھ اٹھتی تو مل جاتا تھا پھول
محفل ہستی کا جو بھی منظر تھا گلزار تھا

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیعت کی برکت سے بہت سے طالبین خدا اپنے حسنِ ظن کی وجہ سے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پیران کے مرشد بھی نہیں پہنچے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سلوک میں خود پرواز نہایت ہی اُونچی تھی انہوں نے اپنے مرشد کو ایک مقام پر رُکا ہوا دیکھا کہ شیخ کی ترقی نہیں ہورہی تو شیخ سے یہ سارا واقعہ عرض کردیا۔ شیخ نے اپنے صادق مرید سے توجہ کرنے کا کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کو توجہ دی جس کی وجہ سے شیخ رکے ہوئے مقام سے نکل گئے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانچ، چھ دن تک توجہ دیتے رہے لیکن اس کے باوجود اپنے شیخ سے محبت و عقیدت اور ادب واحترام میں کوئی فرق نہ پڑا۔ جو واقعی حقیقت میں

مخلص ہوتے ہیںوہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں خود اعلیٰ مقام تک پہنچ جائیں مگر مشائخ کی قدر و منزلت میں کمی نہیں آنے دیتے ۔

شروع میں بیعت ہوتے وقت تو انسان کو اپنے شیخ سے عقیدت ہوتی ہے ،لیکن آہستہ آہستہ اس میں کمی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے ،اوریہ کمی ودوری، شک وشبہات پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے ۔ شیخ چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو معصوم نہیں ہوتا لہٰذا ان سے کچھ ایسی باتیں ہو سکتی ہیں جو مرید کی سمجھ میں نہ آئیں تو ایسی باتوں کو بجائے اپنے ذہن میں سوچنے اورپکانے کے مرشد سے مناسب موقع پر عرض کردے۔

شیخ کی مجلس آداب کے ساتھ اختیار کرنے سے اور اللہ پاک سے مستقل دعا کرنے سے انشاء اللہ رب کا کرم ہوجاتا ہے اور اسکے ساتھ ہر وقت یہ بھی تصور میں رکھا کرے کہ اللہ پاک کے تعلق سے بڑھ کر میرے لیے کوئی اور چیزنہیں اور اتنی بڑی دولت مجھے میرے مرشد کے ذریعے سے ملنی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہے اپنے شیخ کے لیے دعا بھی کرتا رہے۔

(انقیاد) انقیاد کامطلب یہ ہے کہ مرشد پر کامل بھروسہ کرنا۔ ایک شخص ہوائی جہاز پر سفرکرنا چاہتا ہے تو ٹکٹ خرید کرپائلٹ پر مکمل اعتماد کرکے جہاز میں بیٹھ جاتا ہے تو پائلٹ سواری کومنزل پر پہنچادیتا ہے۔ مرید اسی طرح اپنے شیخ پراعتماد کرتے ہوئے باطنی سفرکے لیے اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کرتا ہے تو شیخ اپنے مریدکوراہ پر چلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے واصل کردیتا ہے ۔

میرے مرشد حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرمایاکرتے تھے کہ مرشد پر اتنا یقین ہونا چاہیے جتنا اپنے والدین پر ہوتا ہے کہ کبھی ان سے ان کے نکاح نامے کی تحقیق نہیں کی بس یہ معلوم ہوگیا کہ یہ میرا باپ اوریہ میری ماںہے کبھی ان سے تفتیش نہیںکی ،فوراًمان لیا کہ ہاں صحیح ہے اس سے بھی زیادہ اپنے مرشد پریقین ہونا چاہیے کیونکہ وہ آخرت اوررب سے ملانے کاذریعہ ہے۔ اور فرمایا کہ اپنے مرشد کے بارے میں یہ یقین ہوکہ جو فائدہ مجھے اپنے مرشد سے پہنچ سکتا ہے کسی اور بزرگ سے نہیںپہنچ سکتا ۔ سلوک کے راستے میں بغیرتکمیل کے کسی اوربزرگ کی طرف توجہ کرنا شیطان کا بڑا وسوسہ اورنورانی وروحانی جال ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی بھی ولی کی شان میں گستاخی اور بے ادبی بھی جائزنہیں۔

(اطلاع) جس طرح جسمانی نظام کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے معالج کو اپنے احوال سے با خبر رکھا جائے اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ اپنے روحانی نظام اور روح کے نظام کی اصلاح کے لیے اپنے روحانی معالج یعنی مرشد کو اطلاع دیتا رہے ۔ جو سالک اپنے احوال کی مستقل اطلاع دیتے ہیں وہ بہت جلد اپنی منزل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنے شیخ کو اچھے یا بُرے دونوں قسم کے حالات کی خبر دیتے رہنا چاہیے بالخصوص بُرے اور کمزور حالات تو ضرور ہی لکھیں ، صرف اس گمان اور وہم میں نہیں رہنا چاہیے کہ میرے شیخ کو میرے حالات کی خبر تو ہو ہی جائے گی مجھے اطلاع واحوال دینے کی کیا ضرورت ہے ایسا شخص آہستہ، آہستہ شیطان کے مکر و فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ شیطان بعض اوقات ایسے سالک کو نورانی صورت میں بڑے سنہرے خواب دکھاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تو تو خود باکمال ہوتا جا رہا ہے اور تیری کیفیات بڑھتی جا رہی ہیں یاد رکھیں یہ سب شیطان تجربہ کار کے دھوکے ہیں۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کیلئے پیر کی صحبت سنت مؤکدہ ہے۔ اگر یہ روز نہ ہوسکے تو ہر ماہ میں دو تین دفعہ ہی سہی اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھے تاکہ بالکل غیر حاضروں میں شمار نہ ہو جائے۔

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے باکمال بزرگوں میں سے تھے ایک مرتبہ آپ نے کوئی مشتبہ چیز کھا لی تو آپ کی تمام روحانی کیفیات ختم ہوگئیں۔ وہ اپنے شیخ مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے پاس آئے اور اپنی حقیقت حال بیان کی۔ شیخ نے کئی دن توجہ دی اسکے بعد آپ کی کیفیات بحال ہوئیں۔ دیکھیں اتنے بڑے باکمال بزرگ ہونے کے باوجود بھی حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کو اطلاع دینے اور ان کی خدمت میں حاضری کے محتاج ہیں۔ توجہات کے حصول کے لیے یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ مرید سچی طلب لے کر آئے۔

(اتباع) راہ سلوک میں اتباع کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی رائے کو بالکل ہی فنا کردے ، جس طرح ہم جب کسی جسمانی معالج کے پاس جاتے ہیں تو طبیب ہماری مرضی کے مطابق نہیں بلکہ ہمارے مرض کے مطابق علاج تجویز کرتا ہے ، وہ چاہے آپریشن ہی کیوں نہ کہہ دے ہم بھاری بھرکم فیس دینے کے بعد بھی ڈاکٹر کی اس رائے پر اپنے جسم کو کٹوانے پر راضی ہو جاتے ہیں ، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ اس فن کا ماہر اور ہمارا

محسن ہے۔ لیکن اپنی روح کا علاج کرانے کے لیے جس معالج کے پاس آکر ہم اپنا علاج کراتے ہیں ان کی تعلیمات میں سو طرح کی لوجک (دلیلیں) سوچتے ہیں۔

بیعت کی اصل روح یہی اتباع ہے اور شیخ سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ سے اشارے کی بھی تکمیل کی جائے، ان کے وعظ وتقریر کے ہر لفظ پر یہ سوچا جائے کہ یہ سب میرے لیے ہیں۔ یہ نہ سوچا جائے کہ نفع ہوا یا نہیں؟ انشاء اللہ کام اللہ پاک کے فضل سے ضرور بنے گا۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس بیعت کرلی یہی کافی ہے اور اسی پر ہماری نجات ہوجائے گی، آج کے اس گئے گزرے دور میں جب کہ دین پر چلنا ایسا ہے جیسا ہاتھ میں انگارہ لینا، اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں سے بیعت اور نسبت بہت اُونچی چیز ہے۔ لیکن یہ بھی ایک دھوکا ہے کہ بیعت کو کافی سمجھ لیا جائے اور اپنی زندگی بدلنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

اپنے وقت کے نامور علمائے کرام رحمھم اللہ نے اپنے دور کے مشائخ کے ہاتھ پر رواجی بیعت نہیں کی بلکہ علم اور عمل میں جوڑ پیدا کرنے لیے ان کی تعلیمات پر سر تسلیم خم کیا۔

بد پرہیزی یا عملی کوتاہی پر اگر شیخ کوئی تنبیہ کرے تو اس پر برا نہ مانے بلکہ اس کو اپنے لیے رحمت سمجھے اور یہ سوچے کہ یہ تو مجھ پر احسان ہوا کہ مجھے ٹوک دیا گیا اگر مجھے نہ روکا جاتا تو نہ جانے میرا کتنا بڑا ناقابل تلافی نقصان ہوجاتا۔

مریدین کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ جو حکم پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو منشاء شیخ پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو بامراد ہوتے ہیں۔

اگر شیخ کی تعلیم پر عمل اور ان کے کہنے پر اطمینان نہ ہو تو ساری عمر بھی چکی پیسے گا تو نفع نہیں ہوگا۔

بیعت کا مقصد

بیعت کا مطلب اپنے شیخ سے وعدہ ہوتا ہے اور یہ عزم ہوتا ہے کہ آج کے بعد میں اپنی اس زندگی سے توبہ کرتا ہوں جس زندگی میں اپنے پیدا کرنے والے کریم رب سے دور رہا اور بھولا رہا اور اسکی نافرمانیوں کے باوجود وہ

محبت کرنے والا داتا مجھے چھوٹ دیتا رہا ۔ اور میں اپنے شفیق ومحسن نبی ﷺ کے احسانات کوفراموش کیے ان کی پاکیزہ سنتوںسے دور رہاآج میںاُس زندگی سے توبہ کرتا ہوں ۔

میرے شیخ حضرت خواجہ سید محمد عبد اللہ قادری ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت فرمانے کاطریقہ یہ تھا کہ جوبھی سالک آتا اگر مجمع زیادہ ہوتا توآپ چادریاکپڑے وغیرہ کوپھیلالیتے اور فرماتے کہ اس کوپکڑلواور دل ہی دل میں یہ کلمات دھراتے جائو:

"اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ "

یااللہ! میں نے توبہ کی شرک سے، بدعت سے، صغیرہ کبیرہ گناہوں سے اور تیری ہرنا فرمانی سے اور عہد لیامیں نے آج کے بعد میں تیرے ہرحکم اور تیرے نبی ﷺ کے طریقوں کے مطابق زندگی گزاروں گا۔ اور بیعت لی میں نے (خواجہ سید) محمد عبداللہ (رحمۃاللہ علیہ) کے سلسلے میں یا اللہ! میری بیعت قبول فرما:

پھربیعت کی اہمیت بیان فرماتے اوراعمال کی تلقین اور گناہوںسے بچنے کی تاکید فرمانے کے بعدثابت قدمی کے لیے دعا فرمادیتے ۔ اورفرماتے اگرخدانخواستہ کبھی اپنا یہ کیا ہوا وعدہ یعنی بیعت ٹوٹ جائے یعنی گناہ ہوجائے توسچامرید اورسالک وہ ہوتا ہے جودوبارہ توبہ کرلے اور اپنے کیے پرسچے دل سے نادم ہوجائے، اور اپنے روٹھے دوست یعنی رب کو منالے

بیعت کافائدہ

مشائخ نے فرمایا ہے کہ جوآدمی بیعت کے کلمات سچے دل سے پڑھ لیتا ہے اگرچہ وہ سو سال کا کافرہی کیوں نہ ہواللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کردیتے ہیں۔

اور دوسرافائدہ اللہ کے فضل وکرم سے یہ ہوگا کہ موت کے وقت جب دنیا کا تعلق کمزورہوجاتا ہے آخرت کے حالات سامنے کھلنے لگیں گے اس گھبراہٹ کے عالم میں یہ نسبت کام آجائے گی اگرچہ یہ شخص گناہ گار ہی کیوںنہ ہواور انشاء اللہ موت ایمان اور اسلام پرآتی ہے۔

صحبت شیخ کا طریقہ

جب یہ بات سمجھ آگئی کہ معرفت کے راستے میں شیطان کے خطرات اور چال بازیوں ومکاریوں سے بچنے کے لیے کسی ماہر علم وفن تجربہ کار رہبر کی ضرورت ہے تو ان کی خدمت میں حاضری لازمی ٹھہری اسی صحبت شیخ کو رابطہ بھی کہتے ہیں۔ میرے حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس طرح بری نظر کا لگ جانا حق اور سچ ہے اور یہ نظر انسان کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دیتی ہے اسی طرح کسی اللہ والے کی اچھی نظر بھی لگ جاتی ہے۔ یعنی شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہو جاتا ہے جس کی بناء پر سالک کو اپنے دل میں مشاہدہ الٰہی کے انوار محسوس ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیںکہ ریاضت اور کوشش ایک آنے کے برابر ہے اور صحبت شیخ سولہ آنوں کے برابر ہے۔

حضرت ممشاددینوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۲۹۷ھ) فرماتے ہیںکہ جب مینکسی اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس طرح گیا کہ اپنے قلب کو تمام نسبتوں اور علوم و معارف سے خالی کر لیا اور اس کا منتظر رہا کہ ان کی زیارت اور کلام سے مجھ پر کیا برکات وارد ہوتی ہیں۔

شیخ سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کی موجودگی میں ان کے سامنے نہایت ہی ادب سے فیض کا حریص بن کر بیٹھے اور شیخ کے قلب سے اپنے قلب میں فیض آنے کا تصور کرے۔ مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے حتی کہ نوافل ذکر واذکار وغیرہ بدون شیخ کی اجازت کے نہ پڑھے

آداب شیخ

ادب تصوف کا رکن اعظم ہے۔

☆ حضرت علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ "اَلْعَبْدُ یَصِلُ بِطَاعَتِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ وَبِاَدَبِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ" یعنی (عبادت کی بدولت انسان جنت مینپہنچ جاتا ہے اور ادب سے رب تک پہنچ جاتا ہے۔)

* حضرت علی سقفی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی بزرگوں کے ساتھ عزت وحرمت اور ادب سے صحبت نہ رکھے بزرگوں کا فیض اور ان کی نظر کی برکت اس پر حرام ہو جاتے ہیناور ان کا کوئی اثر اس پر ظاہر نہینہوتا۔

* حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں شیخ کی صحبت کے آداب و شرائط کا پیش نظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے اور اسی سے معرفت کے راستے کھلتے ہیں آداب کے بغیر کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا اور نری مجلس میں حاضر ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

* حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی بغیر کسی مقتدا کے اس راہ میں قدم رکھے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ جو شخص مشائخ کا ادب واحترام چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں کی نظروں میں ناپسندیدہ بنا دے گا۔

جو شخص بغیر شیخ و مرشد کے طریقت کا دعوی کرے اسکا شیخ ابلیس ہوگا، اگر اسکے ہاتھ سے عجیب و غریب واقعات ظاہر ہوں تو وہ استدراج ہوں گے۔

(۱) شیخ کی صحبت میں نہایت ہی ادب وعاجزی سے بیٹھے اور ان کے کلام کو نہایت ہی غور سے سنتا رہے اجازت کے بغیر کلام نہ کرے بوقت ضرورت مختصر کلام کرے، گفتگو آہستگی اور نرمی سے کرے نیز اپنی آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے۔

(۲) شیخ کی مجلس میں حاضری اس وقت دے جب شیخ نے وقت دیا ہو، چاہے عمومی ہو یا خصوصی۔ باقی اوقات میں جب کہ ملاقات سے شیخ کو ادنی سی گرانی کا بھی اندیشہ ہو تو اس وقت حاضر نہ ہو۔

(۳) مرشد کی مجلس میں اپنے آپ کو کسی طرح ممتاز نہ کرے اور اپنے کو نہایت ہی حقیر، نیازمند اور طلب سے بھرا خیال کرے۔

(۴) مرشد کی موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے حاضرین پر علمی بڑاپن ظاہر ہو اور نہ کسی دنیاوی حشمت کا مظاہرہ کرے۔

(۵) مرشد کی نشست گاہ کی طرف نہ بیٹھے اور نہ ہی اس کی طرف پاؤں کرے اور نہ ہی ساتھ چلتے ہوئے شیخ سے آگے چلے۔

(۶) بلا اجازت اور بلا ضرورت نہ شیخ کے سامنے کھانا کھائے اور نہ ہی شیخ کے برتن استعمال کرے۔

(۷) شیخ کے سایہ پر قدم نہ رکھے اور حتیٰ الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں اسکا سایہ مرشد کے سایہ پر پڑے ۔ شیخ جب کھڑے ہوں تو خود بھی کھڑا ہو جائے ۔

(۸) شیخ سے مباحثے اور جھگڑے وغیرہ کی صورت نہ بنائے ۔ شیخ کے کلام کو رد نہ کرے ۔

(۹) شیخ کے روبرو بے ہودہ باتیں نہ کرے اور نہ ہی کسی کے عیوب بیان کرے ۔

(۱۰) مرشد کے قرابت داروں اور عزیزوں سے تعلق اور محبت رکھے ۔

(۱۱) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد کی خدمت میں لکھ کر عرض کردے ، نہ ہی کچھ کمی کرے اور نہ ہی زیادتی۔

(۱۲) مرید کو چاہیے کہ کہ ہرجائی نہ بنے یعنی فیض حاصل کرنے کے لیے اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسری طرف توجہ نہ کرے ۔

(۱۳) مرشد کا ہر طرح مطیع اور فرمانبردار رہے ، کیونکہ پیر کی عقیدت اور محبت کے بغیر فیض کا در نہیں کھلتا ۔ اور محبت کا تقاضا اطاعت و خدمت ہے ۔

(۱۴) حسب استطاعت جان و مال سے شیخ کی خدمت کرے تو شیخ پر احسان نہ جتائے بلکہ شیخ کا احسان سمجھے کہ انھوں نے خدمت کو قبول کرلیا ۔ شیخ سے کسی قسم کی طمع اور لالچ نہ رکھے جتنی بھی خدمت کرے خلوص اور للٰہیت سے کرے تاکہ کمال ایمان سے بہرہ مند ہو۔

(۱۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فرض وسنت کے سوا نفل نماز یا کوئی اور وظیفہ بھی ان کی اجازت کے بغیر نہ کرے کیونکہ نوافل اور اذکار تو انسان بعد میں بھی کرسکتا ہے اس وقت تو صرف شیخ کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے ۔ جس طرح ترقی ذکر سے ہوتی ہے اسی طرح مرشد کی توجہات سے بھی ہوتی ہے بلکہ جو راستہ ذکر سے سالوں میں طے ہوتا ہے وہ راستہ توجہات کی بدولت لمحوں میں طے ہو جاتا ہے ۔

(۱۶) شیخ کے روبرو اور پس پشت یکساں رہے ۔ یعنی اپنا ظاہر و باطن ایک طرح پر رکھے دل اور زبان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ آنے دے ۔

(۱۷) مرشد کے تمام اقوال اورافعال کو سچ جانے ،کوئی اعتراض نہ کرے اورنہ ہی دل مینشک لائے ۔ اگر کوئی بات سمجھ میننہ آئے تو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو یادکرے۔

(۱۸) شیخ کی سختی اورڈانٹ سے دل تنگ نہ ہواوربدگمانی کو قریب میں نہ آنے دے کیونکہ شیخ کی سختی طالب کے لیے صیقل یعنی صفائی کا کام دیتی ہے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیںکہ مرشد اگر کسی ظاہری وجہ کے بغیراپنے مرید پر سختی کرے تو مرید کوچاہیے کہ صبرکرے، اگرنیت مینپختگی اور مزاج میںعاجزی ہوگی تویہ مریدکامیاب ہوجائے گا۔

(۱۹) اگرمرشد کے بارے میندل مینکوئی وسوسہ گزرے توفوراً مناسب طریقے سے عرض کردے اگروہ شبہ حل نہ ہوتواپنی فہم کا قصور سمجھے۔ اگر مرشدکوئی جواب نہ دے تو جان لے کہ مینجواب کے قابل نہ تھا۔ اورنہ ہی مرشد کے بغیرکمال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۰) اپنے سلسلے کے تمام مشائخ کو حضورﷺ کے وسیلے سے ایصال ثواب کرتارہے۔

(۲۱) جوکچھ فیض باطنی پہنچ اُسے اپنے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب یا مراقبہ میندیکھے کہ کسی دوسرے سے فیض مل رہا ہے تو بھی یہ خیال کرے کہ نہیں یہ میرے ہی مرشد کا فیض ہے۔

(۲۲) مرشد کا کلام دوسروں سے اس قدربیان کرے جس قدرلوگ سمجھ سکیں جس بات کے بارے میں یہ گمان ہوکہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہے تو اسے ہرگز بیان نہ کرے کیونکہ بعض باتیں صرف خواص کے لیے ہوتی ہیں۔

(۲۳) اگرکوئی مرتبہ یا منصب عنایت ہوتواللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قبول کرلے، دل میں کوئی دنیوی خیال نہ لائے۔

(۲۴) اپنے شیخ کی اجازت کے بغیرکسی دوسرے شیخ کی طرف بغرض بیعت رجوع نہ کرے تاکہ سعادت مندی کی دولت سے مالا مال ہو۔

(۲۵) جب مرشداس دارفانی سے کوچ کرجائے تواس کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے اور ایصال ثواب کرتا رہے۔

(۲۶) مرید کو چاہیے اپنے شیخ کے ظاہر پر نظر نہ کرے بلکہ اس کی باطنی نعمت پر نظر رکھے جو اس مرشد کے دل میں ہے۔

(۲۷) مرید کو چاہیے کہ اپنے ظاہری احوال کو اپنے شیخ کے حال پر قیاس نہ کرے بلکہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیخ کا ایک دن مرید کے ہزار دنوں سے بہتر ہے۔

(۲۸) حضرت سید علی بن وفاء رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ شیخ مرید کے لیے آئینے کی مانند ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ سے عرض کیا اے میرے سردار! آج رات میں نے آپ کے چہرے کو خنزیر کی صورت میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ بیٹے میں تیرا آئینہ ہوں تو اپنے نفس کو برائیونکی صفت سے پاک کرلے پھر میری طرف دیکھ تجھے اپنا اصلی چہرہ نظر آجائے گا۔

(۲۹) شیخ سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہینکہ مرید اپنے شیخ کی نرمی سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ ڈرتا رہے اور شیخ کی سختی پر رنجیدہ ہونے کے بجائے خوش ہو کہ میری اصلاح ہو رہی ہے۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی ناراضگی سے اسکا دل تنگ نہ ہو اگر شیخ دھتکار دے تو بھی تنگ دل نہ ہو۔ یہ بات جان لے کہ بزرگان دین کسی مسلمان کو ایک سانس لینے کے برابر بھی ناپسند نہینکرتے جو کچھ کرتے ہیں مریدین کی تعلیم کی غرض سے کرتے ہیں۔

(۳۰) مرید کو یہ بات بھی زیب نہیں دیتی کہ اپنے شیخ کے مقام کو جاننے کی فکر میں لگے بس اپنے کام سے کام رکھے کیونکہ مقصد پھل کھانے سے ہے درخت گننے سے نہیں۔

(۳۱) مرید کو چاہیے کہ مرشد اس پر ناراض ہو تو اسے راضی کرنے کی کوشش کرے اگرچہ اسے اپنی غلطی کا احساس نہ ہو۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل سمجھے۔ مرید کو یہ بھی چاہیے کہ شیخ کی اہلیہ کو اپنی ماں کا درجہ دے۔

(۳۲) مرید کو یہ بھی چاہیے کہ ہر وقت شیخ کے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھے۔ جہاں تک ہو سکے نظریں جھکائے رکھے البتہ کبھی کبھی چہرے کو دیکھنے کی لذت لیتا رہے۔

(۳۳) شیخ کے انتقال کے بعد بہتر تو یہ ہے کہ اپنے ہی سلسلے کے کسی بزرگ سے تعلق قائم کرلے وگرنہ کسی دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرے۔

(۳۴) حقوق شیخ کا آسان خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کی دل آزاری نہ قول وفعل سے ہو اور نہ ہی حرکات و سکنات سے۔

ہر لخطہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

☆☆☆

جلدی ترقی اور کامیابی کے راز

(۱) عقیدے کی درستگی اور رزق حلال کو سلوک کی ترقی میں نہایت ہی اہم مقام حاصل ہے، جب یہ درست ہوں گے تو سالک پرندے کی طرح اُڑتا ہوا جلد از جلد مقامات کو طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے خاص تعلق کو حاصل کرلے گا۔

(۲) رابطہ شیخ سالک کی ترقی میں بھی ایک بہت اہم کردار ادا کرتا ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ تصوف پچانوے فیصد رابطہ شیخ ہے اور پانچ فیصد اذکار و اشغال اور مراقبات اور مجاہدات۔

(۳) مرید کو چاہیے کہ بیعت سے اس کا مقصد صرف اور صرف قربِ خداوندی اور اطاعت نبوی ﷺ ہو۔ کشف وکرامات، نورانی انوارات، اور دنیا کے مال ودولت کا حصول کچھ بھی اسکا مقصد نہ ہو۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یا نفس کن طالبا للاستقامۃ ولا تکن طالبا للکرامۃ" (یعنی اے نفس !استقامت علی الشریعت (دین پر ثابت قدمی) کا طالب رہ کرامت کا نہیں اس لیے کہ تیرا رب تجھ سے استقامت چاہتا ہے کرامت نہیں۔

(۴) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ ظاہری یا باطنی جو بھی دولت اس کو کہیں سے مل جائے تو اس کو اپنے پیر کے طفیل سے جانے۔

(۵): حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے

۱۔ سخاوت ابراہیم علیہ السلام۔

۲۔رضائے اسماعیل علیہ السلام۔

۳۔صبرایوب علیہ السلام۔

۴۔ مناجات زکریاعلیہ السلام۔

۵۔ غربت یحییٰ علیہ السلام۔

۶۔خرقہ پوشی موسی علیہ السلام۔

۷۔سیاحت وتجرد عیسیٰ علیہ السلام۔

۸۔ فقر محمد ﷺ

***

آپس میں پیربھائیوں کے آداب

ان آداب کے ذکرکرنے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف اپنے پیربھائیوںہی کے ساتھ ان آداب سے پیش آیاجائے بلکہ ہر مسلمان قابل احترام ہے، ایک شیخ سے بیعت ہونے کے بعدسلسلے کے پیربھائیوں سے واسطہ زیادہ پڑتا ہے اسلیئے ان کی تخصیص کردی گئی۔

شیطان عام طورپر سالکین سے ظاہری اورواضح گناہ نہیں کراتا بلکہ ساتھ رہنے والے پیربھائیوں کے دلوں میں بہت سی ایسی باتیںڈالتا ہے جن کے بُراہونے کی طرف بہت کم نگاہ جاتی ہے مختصراًبزرگوں کی چندباتوں کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اپنے پیربھائی پرکسی عمل سے یہ ظاہرنہ کرے کہ میںشیخ کا مشیراور ہمراز ہوناورنہ ہی یہ جتلائے کہ مرشد مجھ پرنہایت ہی مہربان ہیں یہ تمام باتیں نفس کوموٹا کرتی ہیں۔ اورانانیت کی دلیل ہیں۔

(۲) حضرت شیخ علی مرضعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس نے پیربھائیوں کے عیبوں کونہ چھپایا درحقیقت اس نے اپنی لغزشوں کے پردے کھول دئیے۔

(۳) آپس کے تمام حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ جوکچھ اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے بھائیوں کے لیے پسند کرے۔

(۴) اگر کوئی مرید ساری رات جاگ کر بھی عبادت کرے تو بھی اپنے آپ کو کسی پیربھائی سے افضل نہ سمجھے۔

(۵) سالک کو چاہیے کہ اپنے پیربھائیوں کو ترجیح دے اور ان کی تکالیف پر صبر کرے۔

(۶) سالک کو چاہیے کہ اپنے پیربھائیوں کو محبت اور اُلفت سے آداب سکھائے اپنے آپ کو سب سے زیادہ محتاج سمجھتے ہوئے۔

(۷) حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بھائی کے آداب مینسے ہے کہ اپنے بھائیوں کی خدمت کرے پھران کے پاس معذرت پیش کرے کہ ان کا جو حق تھا وہ ادا نہیں ہوا۔

(۸) اگر شیخ کسی مرید کو مجلس سے نکال دے یا اُس سے ناراضگی کا اظہار کرے تو پیربھائیوں کو چاہیے کہ نہ ہی اسکی غیبت کریں اور نہ ہی اس کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ یہ غیبت کرنے والے اس نکالے ہوئے شخص سے زیادہ اللہ کی نگاہ میں بد حال ہوں۔

(۹) سالک کو چاہیے کہ اگر کوئی پیربھائی اس شخص سے عبادت، اطاعت اور شیخ کی قربت میں آگے بڑھ جائے تو بالکل بھی اس سے حسد نہ کرے کہ اس سے اسکا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ یہ شخص اللہ پاک کی نگاہ مینگر جائےگا۔ جب کوئی مرید اپنے پیربھائی سے حسد کرتا ہے تو اس کے پائوں پھسلنا شروع ہوجاتے ہیںاور یہ مرید اپنے مقام سے بھی گرنا شروع ہوجاتا ہے۔

(۱۰) شیخ عبدالرحمن جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیںکہ جوشخص اپنے نفس کو اپنے پیربھائیوں کی محبت سے روگردانی کرنے والا پائے وہ سمجھ لے کہ اب اس شخص کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دھتکارا جارہا ہے۔

(۱۱) حضرت یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیںکہ جومرید بلاعذر کسی محفل سے پیچھے رہ جائے تو اُسے چاہیے کہ پیربھائیونکے سامنے اپنے آپ کو ملامت کرے اور اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے سلسلے کے کمزوروں، ضعیفوں، معذوروں اور بوڑھوں کی خدمت کرے۔ حضرت سید علی خواص

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جوشخص اپنے اوپر رحمت الٰہی کا نزول چاہے وہ کمزوروں کی مدد کرے اور سمجھے یہ میرے لیے سعادت ہے۔

(۱۲) اگر سالک اپنے کسی پیر بھائی سے کسی بات پر ناراض ہوجائے تو تین دن سے زیادہ ناراض نہ رہے ایک نے گفتگو کرنے کی غرض سے سلام مینپہل کرلی تو بہت اچھا، اب اگر وہ جواب دے تو ٹھیک اگر جواب نہ دے تو آپ پر الزام نہیں، ناراضگی اور نہ بولنے کا گناہ دوسرے پر ہوگا۔

(۱۳) جو آپس میں بندوں کے حقوق ہیںانہینمکمل ادا کرنے کی کوشش کرے یا منت وسماجت سے صاحب حق سے معاف کرانا بہت ضروری ہے۔ وگرنہ آخرت مینحساب کرنا پڑے گا۔

(۱۴) تمام مسلمانوناوربالخصوص کمزور استعداد پیر بھائیوں کے لیے ان کی عدم موجودگی مینخوب رو رو کر دعائینکریں

(۱۵) سالک کو چاہیے کہ اپنے آپ کو کسی دوسرے شیخ کی جماعت سے افضل نہ سمجھے کیونکہ وہ بھی طریقت میناس کے بھائی ہیں۔

(۱۶) حضرت سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہینوہ لوگ بہت ترقی پانے والے ہیں جن کو پیر بھائیوں کے بیت الخلاء بھی صاف کرنے پڑیں تو اعزاز سمجھیں۔

روزانہ کے معمولات

اگردرج ذیل معمولات کی روزانہ پابندی کی جائے تو انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصے میں ہماری زندگی مینحیرت انگیز تبدیلی محسوس ہونا شروع ہوجائے، گناہوں سے نفرت اورخدا کی معرفت حاصل ہو، سلسلہ کی برکات حاصل ہوں اوراعمال ظاہروباطن مینمرتبہ احسان کی کیفیت کا پیدا ہونا شروع ہوجائے۔

(۱) فرائض کا اہتمام کریں، جو لوگ نماز اور دیگر فرائض ادا نہیں کرتے ان کے اعمال بے اثر رہتے ہیں۔ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔

(۲) لوگوں سے لین دین، خرید و فروخت، ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق کا خصوصیت سے اہتمام کریں، جن لوگوں کے معاملات صاف نہیں ہوتے ان کو منزل تک رسائی تو کیا اپنی نجات بھی مشکل ہو جائے گی۔

(۳) رزق حلال کا اہتمام کریں، حرام غذا اعمال کے انوارات و برکات کو بے اثر کر دیتی ہے۔

(۴) شیخ نے جو اعمال جس سالک کے لیے تجویز کیے ہیں یقین کے ساتھ ان پر عمل کریں، شک عمل کی تاثیر کو ضائع کر دیتا ہے۔ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طالب کو ذکر یا جو عمل دے دیا جائے وہی اس کیلئے اسم اعظم ہے اگر یقین اعظم ہو جائے تو تاثیر اعظم شروع ہو جاتی ہے۔

(۵) اعمال میں جتنی توجہ پیدا کر سکیں اپنے طور پر کوشش ضرور کریں اور ہر عمل سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے سوچ لیا کریں "یا اللہ! میرا مقصود بس تو ہی ہے مجھے ایسی عبادت کی توفیق دے جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو جائے"۔ اور ایک دفعہ یہ دعا نہایت ہی دل کی گہرائی سے پڑھ لیں
"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّکَ بِقَلْبِیْ کُلِّہٖ وَاُرْضِیْکَ بِجُھْدِیْ کُلِّہٖ" (اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ اپنے سارے دل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں اور اپنی ساری کوشش تجھے راضی کرنے میں لگا دوں)۔

(۶) ذکر و نماز میں الفاظ کی تصحیح کا اہتمام کریں، الفاظ غلط پڑھنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہوئے چند لمحوں کے لیے یہ سوچ لیا کریں کہ آج میں نے وہ نماز پڑھنی ہے جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہونی ہے۔

(۷) حرام کاموں سے بچیں، وہ کام جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کا ارتکاب روحانیت یعنی اللہ کے تعلق کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اسوقت کوئی بھی عمل کارگر نہیں ہوتا مثلاً بد نظری، جھوٹ، دھوکہ بازی، حسد، غیبت، چغلی، یہ باتیں سالکین کی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ اسکی مثال چھلنی کی طرح ہے جس سے پانی بھرنے کی ناکام کوشش کی جائے کہ ایک طرف تو سلوک کی محنت کی جائے اور دوسری طرف ان گناہوں کا ارتکاب ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۸) صبح و شام کی مسنون دعائیں اور مسنون اعمال کی پابندی کریں کہ ولایت کے سارے مقامات اس پاکیزہ زندگی ہی سے طے ہوتے ہیں۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ روزانہ ایک ایک حالت کی سنت کو سیکھنا شروع کر دیں مثلاً آج غسل کی سنتیں سیکھ لیں تو کل بیت الخلاء کی سنتیں سیکھنا شروع کر دیں اس طرح آہستہ آہستہ آپ کی

زندگی میں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سی مبارک سنتیںجمع ہوجائیں گی۔ مسنون زندگی اور مسنون دعائوں کی کتابیں عام طور پر مل جاتی ہیں شیخ کے مشورے سے ان کو اپنے مطالعے میں ضرور رکھا کریں۔

(۹) قرآن پاک کی دیکھ کر تھوڑی یا زیادہ تلاوت کرینا گر سہولت سے ہوسکے تو روزانہ ایک پارہ اور حافظ قرآن تین پارے تلاوت کرے۔

(۱۰) ان تین تسبیحات کو پابندی کے ساتھ صبح وشام اپنے معمولات میں رکھیں احادیث میں بھی ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ میرے مرشد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے میرے سلسلے میں جو بھی شخص فجر کی نماز اور ان تین تسبیحات کی پابندی کرے گا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔

استغفار: گزشتہ تمام گناہوں پر سخت ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا سچا عزم ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

صبح و شام (ایک سو مرتبہ) ١٠٠

درود شریف: حضور ﷺ کے احسانات کا تصور کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کے ہم گناہ گاروں پر کتنے احسانات ہیں۔ آپ ﷺ نے ہم گناہ گارونکے لیے کتنی دعائینفرمائی ہیں ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت محبت توجہ اور دھیان کیساتھ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہ ١٠٠ (ایک سو مرتبہ) صبح و شام۔"

تیسرا کلمہ: اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کے سخت تصور کے ساتھ تیسرا کلمہ پڑھیں۔

"سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ "

صبح وشام (ایک سو مرتبہ) ١٠٠

دوکتابونکواپنے مطالعے مینضرور رکھیں (١) آداب معرفت (٢) منتخب احادیث

مراقبہ اور ذکر نفی اثبات کا جو طریقہ شیخ نے تجویز کیا اس کے مطابق پابندی سے عمل کریں۔ اور آہستہ آہستہ مشورہ سے وقت بڑھاتے جائیں۔ ابتدائی طور مرشد کی اجازت سے ان چار تسبیحات کی پابندی کی جائے۔

لا الہ الا اللہ۔۔۔ایک تسبیح ۔الا اللہ۔۔۔ایک تسبیح

اللہ۔۔۔۔۔۔۔ ایک تسبیح ۔ اللہ ھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک تسبیح

رابطہ شیخ :اصل نفع اور فائدہ شیخ کے ساتھ رابطہ سے ہوتا ہے۔ چاہے یہ رابطہ خط وکتابت کے ذریعے ہو یا فون کے ذریعے ہو بہت ہی ضروری ہے، گاہے بہ گاہے شیخ کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کیجیے۔

منازل سلوک(لطائف)

انسان کے جسم میں کچھ مقامات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مرکز اور انوارات الٰہیہ کا محور ہیں ان ہی مقامات کو لطائف کہتے ہیں۔ صوفیاء کرام رحمھم اللہ ان مقامات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کراتے ہیں۔ ذکر اللہ کی برکت سے ان مقامات سے گناہوںکی کثافت دور ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے یہ مقامات لطیف ہوجاتے ہیں۔ لطائف کے انوار کی برکت سے انسان گناہ سے بچا رہتا ہے اور ان لطائف کی لطافت اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچتی رہتی ہے۔

ہمارے تمام مشائخ سے لطائف مینذکر کا ثبوت بہت زیادہ منقول ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اورشاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے" تفہیمات الٰہیہ" میں اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے" القطائف من اللّطائف" میناسکی تفصیل جمع فرمادی ہے۔

مقامات لطائف قادریہ

لطیفہ قلب :بائیں پستان سے دوانگل نیچے۔

لطیفہ روح :دائیں پستان سے دوانگل نیچے۔

لطیفہ سر:قلب اور روح کے درمیان۔

لطیفه نفس:ناف سے چار انگل نیچے۔

لطیفه خفی :پیشانی کے درمیان۔

لطیفه اخفیٰ:امّ الدماغ یعنی تالو پر۔

مراقبه

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیںدیدار کے لیے

میرے حضرت خواجه سید محمد عبداللہ ہجویری رحمۃ اللہ علیه کو چاروں سلاسل مینا جازت تھی حضرت شیخ راہ سلوك میں کامیابی کیلئے مراقبه کونہایت ہی اہم قرار دیاکرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیه کے مراقبه کا یه عالم تھا که اکثر اوقات عشاء کی نماز کے بعد مراقبے میں بیٹھتے اورپوری رات اسی مینبیت جاتی تہجد کے لیے اٹھتے اور فرماتے که رات اپنے محبوب سے ملاقات میں بیت گئی پته ہی نه چلا۔

حضرت خواجه ابوالحسن رحمۃ اللہ علیه فرماتے ہیں که مراقبے کا طریقه اورکمال سیکھنا ہے تو بلی سے سیکھو جو اپنے شکار کی خاطر گھنٹوں ساکت بیٹھی رہتی ہے ۔

طریقۂ مراقبه۔:مراقبه کا طریقه یه ہے که صبح اور شام اپنا وقت مقرر کرنے کی کوشش کرے اور جب تك یه نه ہوسکے تو اپنے فرصت کے اوقات میں پابندی وقت کے ساتھ روزانه نہایت ہی یکسوئی کے ساتھ قبله رخ جس طرح سہولت ہو، اگر التحیات کی صورت میں بیٹھے تو زیادہ بہتر ہے آنکھونکو بند کرلے ، زبان کو تالو سے لگائے تاکه وہ حرکت نه کرے اور دل کو تمام پریشان خیالات سے خالی کرے اور اپنے دماغ کی پوری توجه دل کی طرف اور دل کی توجه اللہ پاك کی طرف کرلے که وہ ایك ذات ہے جو تمام عیوب سے پاك ہے اور کامل صفات والی ہے اس کی طرف سے فیض کا نور سنہرے رنگ کی شکل میں میرے دل میں آرہا ہے اور میرے دل کی ظلمت ،کدورت اور سیاہی اس نور کی برکت سے دھل رہی ہے اور میرا دل کہه رہا ہے "اللہ"،" اللہ"۔ اس خیال میں اتنا گم ہوجانے کی کوشش کرینکه اپنا بھی ہوش نه رہے ،روزانه کم ازکم دس منٹ سے مراقبه شروع کریں، شروع

شروع میں مبتدی کوخیالات وغیرہ تنگ کرتے ہیںلیکن آہستہ آہستہ مشق کرنے سے رحمت الٰہی متوجہ ہوجاتی ہے اور وہ لذت حاصل ہوتی ہے جس کا دنیامینکوئی ثانی نہیں ۔

ذکراللہ کی اہمیت اورضرورت

آج کی پریشان دنیاکا ہرانسان سکون اور عافیت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے اور اسی سکون کے لیے آج کی جدید دنیاہمیں روزنت نئی سہولیات سے روشناس کرارہی ہے۔ جبکہ انسان کوپیداکرنے والے کا اعلان یہ ہے:

"الا بذکراللہ تطمئن القلوب"

(جان لو،دلوں کا سکون اللہ کی یاد میں ہے)

(۱) انسانیت کا اصول یہ ہے کہ جب وہ کسی دشمن پرقابو پالیتا ہے توسب سے پہلے وہ ہتھیار چھین لیتا ہے جومہلک ہوں جب شیطان کسی انسان پرقابو پالیتا ہے تواس شخص کویادالٰہی سے غافل کردیتا ہے۔

(۲) قرآن مجید نے عقلمند لوگوں کی یہ نشانی بتائی ہے۔

"الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم"

(یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کویادکرتے ہیںکھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے)

(۳):شریعت نے ہرعمل کی حدمتعین کردی ہے لیکن یاد الٰہی کی کوئی حد نہینفرمایا گیا

"یاایہا الذین امنوا اذکرواللہ ذکراً کثیراً"

(اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو)

(۴) جوانسان اللہ تعالیٰ کو معذرت کے ساتھ یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس انسان کومغفرت کے ساتھ یاد کرتا ہے

"فرمایا گیا: "فاذکرونی اذکرکم

(تم مجھے یاد کرومیں تمہیں یاد کروں گا)

احادیث میں فضیلت

(۱) جوشخص چاہے کہ جنت کے باغونمینپھرے اسے چاہیے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

(۲) جنتی کوکسی بھی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے ان لمحات کہ جو اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئے ہوں(مجمع الزوائد

(۳) غافلین میناللہ کا ذکر کرنے والا سوکھے ہوئے درخت مینسبز ٹہنی کی طرح ہے اور اندھیرے گھر مینروشن چراغ کی طرح ہے۔ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اس کی زندگی میںہی اللہ جنت میناسکا ٹھکانا دکھادینگے اور جوشخص غافلین میناللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوناورجانوروں کی تعداد کے مطابق بخشش فرمادیتے ہیں۔ (جمع الفوائد)

(۴) جس گھر میناللہ کا ذکر ہوتا ہواور جس گھر میناللہ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (جمع الفوائد)

(۵) زمین کے جس حصے پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ حصہ زمین کے باقی حصوں پر فخر کرتا ہے۔

(مجمع الزوائد، تلخیص احادیث)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تہلیل، تسبیح اور تکبیر میں منحصر نہینبلکہ کسی بھی عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ذاکر ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

ذکر بالجہر

ہمارے قادری سلسلے مینچونکہ ذکر جہری ہے اس لیے مختصر انداز میں کچھ فوائد، شرائط و دلائل لکھے جاتے ہیں۔

ذکر بالجہر کا فائدہ سننے والوں پر بھی ہوتا ہے ذکر کرنے والا بیدار دل رہتا ہے نیند دور ہوتی ہے اور چستی برقرار رہتی ہے۔

(عمدۃ الفقہ)

ذکر بالجہر کرنے سے غفلت اور بے رغبتی بہت جلد دور ہوجاتی ہے اور ذوق و شوق کی تلوار سے قساوت قلبی ختم کر کے جلا بخشنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

ذکر بالجہر کی شرائط

(۱) کسی نمازی، مریض اور آرام کرنے والے کے آرام مینخلل نہ ہو۔

(۲) ذکر چیخنے چلانے کی طرح نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی ریاکاری کے جذبے کے تحت کیا جائے۔ بس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کسی کی تکلیف اور پریشانی کا سبب نہ ہوبقیہ تفصیل بڑی کتابوں میں درج ہے۔

ذکر بالجہر اور اجتماعی ذکر کے دلائل

ذکر بالجہر کے جواز پر "سباحۃ الفکر" میں مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے اڑتالیس احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) ایک حدیث قدسی میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہینمیں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میناس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔

اور اگر وہ مجھے جماعت مینیاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اس جماعت سے بہتر جماعت میں یا د کرتا ہوں۔
(بخاری ومسلم)

وضاحت: اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے ذکر بالجہر، ذکر خفی، ذکر اجتماعی وانفرادی ذکر کی اپنے ہاں قدر ومنزلت کو بیان فرمایا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں کسی بزرگ کے حوالے سے فرماتے ہینیہ حدیث پاک بلند آواز سے ذکر کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ (مرقاہ شرح مشکوۃ)

(۲) حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہینکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مینلوگ غروب شمس کے وقت ذکر بالجہر کرتے تھے۔ اور جب کبھی ذکر بالسر کرتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آجاتے اور فرماتے کہ ذکر بالجہر کرو کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ (کشف الغمّہ)

(۳) ایک مرتبہ رات کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تشریف لے جارہے تھے کہ ایک شخص کو مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے سنا ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا یہ تو کوئی ریاکار معلوم ہوتا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ ریاکار نہینبلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت مینفنا ہے۔ (سباحۃ الفکر ص٦د بحوالہ بیہقی، ملخصاً)

☆☆☆

سلسلہ قادریہ کے کمالات

* سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے ذکر کی کثرت کی وجہ سے کشف وکرامات کا بہت زیادہ صدور ہوجاتا ہے اگرچہ وہ اس کو مقصود نہیں سمجھتے۔

* یہ سلسلہ صفاو لمعان یعنی بجلی کی طرح چمکنے والی صاف شہد کی نہر ہے۔

* شیخ امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں سلاسل کے حوالے سے ایک سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر سلسلہ کی الگ نسبت اور جدا آثار ہیںآپ اکثر فرمایا کرتے کہ ہم نے جو نسبت حضرت شیخ عبد القاد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ یعنی قادری سے حاصل کی وہ زیادہ صاف اور زیادہ باریک ہے۔ اسکے بعد آپ نے دیگر سلاسل کے کمالات بیان فرمائے۔

راہ مجاہدہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہینکہ کم کھانا صحت ہے، کم بولنا حکمت ہے، کم سونا عبادت ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سالک کی کامیابی کے لیے چار گر فرماتے ہیں۔

(۱) کم بولنا: یعنی ضرورت کے بقدر بات چیت کرنا۔

(۲) کم کھانا: یعنی اسقدر کھایا جائے کہ بھوک کا احساس باقی رہے۔

(۳) لوگوں سے کم ملنا: کیونکہ لوگوں سے زیادہ ملنے میندل کی جمعیت کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

(۴) کم سونا: یعنی ضرورت سے زیادہ نہ سویا جائے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ ان چار چیزوں کو جلد کامیابی میں نہایت ہی اہم قرار دیتے ہیں۔ خاموشی کا قلم۔ بھوک کی تلوار۔ تنہائی کا نیزہ۔ نیند کا چھوڑنا۔

آداب خانقاہ قادری ہجویری (تسبیح خانہ)

تسبیح خانہ (خانقاہ) سے اصل مقصود وصول الیٰ اللہ، تزکیہ نفس، باطنی ترقیات، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر آسانی کے ساتھ عمل کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر شوق، جذبہ و محبت سے چلنے کی مشق کرنا ہے جس طرح ہر راہ کے راہی اور ہر سفر کے مسافر کے لیے کچھ اصول اور قوائد ہوتے ہیںجن کی رعایت اور پابندی کرنے سے منزل تک رسائی نہایت آسان ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے سالکین اور تسبیح خانہ قادری ہجویری میں قیام کے لیے آنے والے طالبین کے لیے چند آداب لکھے گئے ان پر عمل ہر طالبِ اصلاح مقیم کے لیے لازم ہے۔

(۱) تسبیح خانہ آنے کا مقصد اپنی اصلاح ہو، اس مقصد کو سامنے رکھ کر چلیں تاکہ آپ کو سوفیصد نفع ہو، کیونکہ آپ اپنی مصروفیت میں سے قیمتی وقت نکال کر آئے ہیں۔

(۲) باہر سے آنے والے حضرات خانقاہ میں چپ کے مصداق رہیں، یعنی دنیاوی گفتگو بالکل نہ کریں، نہایت مجبوری کے تحت چند بول بولیں باقی سارا وقت عبادت اور ذکر اللہ اور جو خدمت لگائی جائے اس میں گزاریں۔

(۳) کسی دفتری، عدالتی یا کاروباری یعنی خریداری کے سلسلے میں آنے والے حضرات خانقاہ کو سرائے نہ بنائیں بلکہ خانقاہ میں آنے کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور اپنی اصلاح ہو۔

(۴) کچن کے اندر ذمہ دار احباب کے علاوہ دوسروں کا داخلہ منع ہے۔ کچن کے حوالے سے کوئی چیز چاہیے تو ذمہ دار احباب سے رابطہ کریں۔ اپنی چیزوں کی حفاظت خود کریں اور ہر چیز سلیقے سے رکھیں۔

(۵) کسی کی معمولی سی چیز بھی بغیر اجازت کے استعمال نہ کریں۔ (جوتا' ٹوپی' کپڑے' تولیہ' وغیرہ وغیرہ) خانقاہ میں جو چیز استعمال کیلئے دی گئی ہیں وہی استعمال کریں۔

(۶) خانقاہ میں خدمت کے سلسلے میں آنے والے حضرات دفتر عبقری میں بغیر ضرورت کھڑے نہ ہو نبلکہ توجہ اور دھیان سے خدمت میں ہی رہیں۔

(۷) کلینک پر آنے والے روحانی وجسمانی مریضوں کو ذمہ دار احباب کے علاوہ کوئی ترتیب یا اوقات ملاقات نہ سمجھائے۔

(۸) عشاء کی نماز کے بعد خانقاہ میں سونے کی ترتیب ہے لہٰذا اسی ترتیب سے سوجائیں' عشاء کے بعد باہر جانا منع ہے۔

(۹) خانقاہ میں آنے والے حضرات ٹولیاں بنا کر نہ بیٹھیں۔ سیاسی اور غیر اخلاقی گفتگو' اونچی آواز میں باتیں کرنا حتیٰ کہ حکیم صاحب کی اجازت کے بغیر درس بھی نہ دیں اور خانقاہ میں بغیر اجازت کسی قسم کا لٹریچر تقسیم کرنا منع ہے۔

(۱۰) خانقاہ میں لنگر کے اوقات میں جب دسترخوان لگے اسی وقت لنگر تناول فرمالیں اس کے علاوہ خادمین کو زحمت نہ دیں' جو حضرات گھر میں چائے پیتے ہوں یعنی عادت ہو وہ پہلے بتادیں' جو چائے کے عادی نہ ہوں وہ ہرگز چائے نہ پئیں نہ تقاضا کریں۔

(۱۱) خانقاہ میں دوائی مانگنے سے گریز کریں' (ہاں اشد مجبوری کے علاوہ) مفت کتابیں اور مفت دوائی سے پرہیز کریں۔

(۱۲) خانقاہ میں فریج' الماری سے کوئی چیز بغیر اجازت نہ نکالیں حتی کہ دم والا پانی بغیر اجازت پینا یا لینا منع ہے۔

(۱۳) خانقاہ میں ہر جگہ پر کپڑے نہ لٹکائیں' ہر جگہ جوتے نہ رکھیں اور اپنے سامان کو محدود رکھیں۔

(۱۴) گلی' چھت پر بالکل کھڑے نہ ہوں۔

(۱۵) نہایت ضرورت کے درجے میں لائٹ اور پنکھا استعمال کریں' ضرورت ختم ہو تو لائٹ اور پنکھا خود ذمہ داری سے بند کردیں۔

(۱۶) صابن' پانی اور دیگر استعمال کی چیزوں کو نہایت احتیاط اور حسبِ ضرورت استعمال کریں تاکہ ضائع نہ ہوں۔

(۱۷) رات کو اٹھنے والے حضرات دوسروں کی نیند کا خاص خیال رکھیں کہیں دوسروں کی نیند میں خلل نہ ہو۔

(۱۸) فجر سے پہلے اور عشاء کے بعد لائٹ جلانا' اونچی آواز میں ذکر کرنا یا تلاوت کرنا ہو تو ذمہ دار احباب سے اس کی ترتیب معلوم کرلیں۔ اور ایک بستر میں دو افراد اکٹھے نہ سوئیں۔

(۱۹) خانقاہ میں اپنے ہمراہ قیام کے لیے بچے اور خواتین نہ لائیں۔

(۲۰) خانقاہ میں کسی بھی قسم کا کاروبار لین دین' ایک دوسرے سے بدنی خدمت' ایک دوسرے سے رشتے جوڑنا' ایک دوسرے کا موبائل استعمال کرنا سخت منع ہے۔

☆☆☆

چند اصطلاحات تصوف

راہ سلوک کی چند مختصر اصطلاحات لکھی جاتی ہیں جو عام طور پر تصوف کی بڑی کتابوں میں درج ہوتی ہیں تاکہ ابتدائی طالبعلموں کو پریشانی نہ ہو۔ تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے جو اپنے شیخ کی اجازت سے مطالعہ فرمائیں اور بلا اجازت بالکل بھی نہ دیکھیں۔

غسل: تین طرح کے ہوتے ہیں جسم کا پانی سے، نفس کا توبہ سے اور قلب کا توحید خالص سے (کشف المحجوب)

سالک: اس کو کہتے ہیں جو راہ معرفت میں چلے۔

مبتدی: اس کو کہتے ہیں جس نے ابھی راہ معرفت میں ابتدائی قدم رکھا ہو۔

منتہی: اسکو کہتے ہیں جو راہ معرفت کے ابتدائی مراحل سے نکل چکا ہو۔

قبض: یعنی وہ حالت جس میں فیض ہوتا تو ہے لیکن محسوس یا معلوم نہیں ہوتا ۔ یہ فیض کا بند ہونا بے ادبی کی وجہ سے ہوتا ہے

بسط: یعنی وہ حالت جس میں عنایات وفیض جاری ہوجاتے ہیں اورباقاعدہ محسوس ہوتے ہیں۔

سکر: یعنی وہ حالت جس میں باطنی حالت کا امتیاز اٹھ جائے۔

صحو: یعنی وہ حالت جس مینباطن کی صلاحیت واپس آجائے۔

توجہ یا نسبت: یعنی شیخ کا اپنے ارادہ یا اپنے اوپر نازل ہونے والے انوارات کو سالک پر ڈالنا اس کو نسبت وتصرف بھی کہتے ہیں اس کی چار قسمینہیں۔

(۱) توجہ انعکاسی جیسے عطر کی خوشبو

(۲) توجہ القائی جیسے آگ سے آگ جلانا

(۳) توجہ اصلاحی جیسے دریا کا رخ اپنی طرف موڑنا

(۴) نسبت اتحادی یعنی دوسرے کو اپنا مثل بنالیا جائے۔

پاسِ انفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی ہر سانس پر آگاہ رہے کہ کوئی سانس بھی یادِ الٰہی کے بِغیر نہ نکلے۔

عروج ونزول: ریاضت و محنت اور فضل الٰہی سے منصب ومراتب پر پہنچنا عروج ہے اور اس مقام پر نہ رکنا بلکہ واپس آجانا نزول ہے۔

علم تین ہیں: شریعت ، طریقت ، حقیقت

شریعت: علم کے مطابق عمل کرنے کا نام شریعت ہے۔ شریعت سر جھکا دینے کا نام ہے ،اور طریقت دل لگا دینے کا نام ہے۔ شریعت بمنزلہ دودھ کے ہے۔

طریقت: عمل میں اخلاص پیدا کرنا تاکہ اس کی قیمت بڑھے اسکا نام طریقت ہے۔ طریقت بمنزلہ دہی کے ہے۔

حقیقت : ہر مقام کے مشاہدے کا نام حقیقت ہے۔ حقیقت بمنزلہ مکھن کے ہے۔

وقوف قلبی: اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر لمحہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے۔

عالم ناسوت: جو بندہ ظاہری وجسمانی عبادت میں ایسا مشغول ہوجائے کہ کسی وقت بھی غفلت نہ رہے یعنی احکام شرعیہ کی ظاہری پابندی اس کی طبیعت بن جائے یہ مرتبہ ناسوت ہے" لا الٰہ الا اللہ" ذکر ناسوتی ہے۔

عالم ملکوت : جو بندہ اخلاص وعبادت میں ملائکہ جیسا ہوجائے اور یہ مقام اللہ سے خوف کرنے والوں کا ہے" الا اللہ" ذکر ملکوتی ہے۔

عالم جبروت: شریعت کی پابندی سے عالم پر تصرف جاری ہونے کو کہتے ہیں اور یہ مقام قطب عالم کا ہے۔ "اللہ" ذکر جبروتی ہے۔

عالم لاہوت: سالک کے اندر ایسا نور پیدا ہوجائے کہ کسی اور کی گنجائش نہ رہے یہ ولایت کا سب سے بڑا مرتبہ ہے۔ " ھو" ذکر لاہوتی ہے۔

***

پیدائش موت کی جانب پہلا قدم ہے اور موت دائمی زندگی کی جانب پہلا قدم ہے۔

قناعت نہ کر عالم رنگ وبو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

توشاہین ہے پرواز ہے کام تیرا

کہ تیرے آگے آسمان اور بھی ہیں

اگر کوئی شعیب آئے میسر

سبانی سے کلیمی دو قدم ہے

تصوف کے چار مشہور سلسلے

(۱) :سلسلہ قادریہ

حضرت پیران پیر خواجہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسلہ میں ۲۸ اسباق ہیں۔ اور یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کے ذریعہ سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۲) :سلسلہ نقشبندیہ

حضرت خواجہ بہائوالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسلہ میں ۳۶ اسباق ہیں اور یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۳) :سلسلہ سہروردیہ

یہ سلسلہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسلہ میں ۷ اسباق ہیں۔ اور یہ سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۴) : سلسلہ چشتیہ

یہ سلسلہ حضرت خواجہ سید معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور اس سلسلہ میں ۳۱ اسباق ہیں اور یہ سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے آپ ﷺ سے ملتا ہے۔

(۵) : سلسلہ شاذلیہ

یہ سلسلہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمة اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ برصغیر میں کم عرب کی دنیا میں یہ سلسلہ زیادہ مروّج ہے۔

ان سلا سل کے علاوہ اوربھی بہت سے سلسلے تھے جواب نہایت ہی کم یا ب ہیںمثلاًشطاریہ اور جنید یہ وغیرہ

۔

!۔۔۔اہم بات

جس طرح بیت اللہ میںداخلے کے لیے بہت سے دروازے ہیں لیکن سب سے مقصد صرف اورصرف یہ ہے کہ بیت اللہ میں حاضری اور بیت اللہ کا طواف اوربیت اللہ کے انوارت بالکل اسی طرح ان تمام سلاسل کا مقصد بھی حصول معرفت اور مرتبہ احسان کی تکمیل ہے۔اگرچہ راستے جدا ہیںلیکن منزل سب کی ایک ہے ۔

جس طرح پرائمری کے طالبعلم کواعلیٰ درجات کی کتابیں سمجھ نہیںآتیں بالکل اسی طرح اسباق کا حصول بھی ہرمبتدی کے بس کے بات نہیں لہذا ان کو خود سمجھنے کی کوشش بالکل نہ کریں ۔ اگرشیخ منا سب سمجھیں گے تو خودہی شروع کروادیں گے۔یہا ں ذکرکرنے سے مقصودیہ ہے کہ با ہمت لوگوں کی رہنمائی ہوسکے۔

☆☆☆☆☆

سلسلہ قادری ہجویر ی کے (۲۸)اسباق

اسماء الاذکار

{۱} لطیفہ قلبی	{۲} لطیفہ نفسی	{۳} لطیفہ روحی	{٤} لطیفہ سری
{۵} لطیفہ خفی	{٦} لطیفہ اخفٰی	{۷} ذکر ارّہ	{۸} پا س انفاس
{۹} سبع صفات	{۱۰} سلطان الاذکار	{۱۱} نفی اثبات حبس دم	{۱۲} مراقبہ اسم ذات نورانی

(۱۲) اسماء الافکار

(۱۳) (الفکر اول)الحجر والمدروتجلی افعالی وفناء افعالی و توحیدافعالی

(۱۴) (الفکر الثانی) سبع صفات

(۱۵) (الفکر الثالث) فکر معیت

(۱۶) (الفکر الرابع) احدیت

(۱۷) (الفکر الخامس) ہمہ اوست

(۱۸) (الفکر السادس) اسماء الحسنیٰ

(۱۹) (الفکر السابع)اسمائے مبارکہ مشائخ عظام

(۲۰) (الفکرالثامن)محبت چار یا ر

(۲۱) (الفکرالتاسع) فکر آل رسول

(۲۲) الفکرالعاشر)محبت اولو العزم من الرسل)

(۲۳) (الفکر الحادی عشر)فکر عالم امر، عالم خلق، الا لہ الخلق والامر)

(۲۴) (الفکرالثانی عشر)فکر صوت سرمدی (جرس) کی آواز

(۲۵) (الفکرالثالث عشر) عناصر اربعہ صعود کا فکر)

(۲۶) (الفکر الرابع عشر)ھبوط

(۲۷) (الفکرالخامس عشر)فنائے مرکب

(۲۸) (الفکرالسادس عشر) فناء الفناء، فناء بسیط، جمع الجمع {٢٨}

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

شجرہ طیبہ
قادری ہجویری

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکابرین سلسلہ کے واسطہ سے اللہ پاک سے دعا کرنے سے ظاہری و باطنی ترقی رونمااور تائید الٰہی شامل ہوجاتی ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ(مکتوب نمبر۱۳۵)

سلسلہ قادری ہجویری

۱۔ الٰہی بحرمت افضل الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸ یا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	۶۳۲ء مدینہ منورہ
۲۔ الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ	۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ	۶۳۴ء مدینہ منورہ
۳۔ الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ	۱۰ رجب ۳۳ھ	۶۵۴ء مدائن، عراق
۴۔ الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۸ھ	۷۲۶ء مشال، سعودی عرب
۵۔ الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	۷۶۵ء، جنت البقیع، مدینہ منورہ
۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ شعبان ۲۶۱ھ	۸۷۵ء دمشق، شام
۷۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ محرم ۴۲۵ھ	۱۰۳۳ء خرقان، ایران
۸۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۰ھ	۱۰۵۸ء گرگان
۹۔ الٰہی بحرمت شیخ مخدوم سید علی بن عثمان الجلابی الھجویری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۵ھ	۱۰۷۲ء لاہور، پاکستان
۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	۱۰۸۴ء طوس، ایران
۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	۱۱۴۱ء مرو، ترکمانستان
۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ربیع الآخر ۵۶۱ھ	۱۱۷۹ء بغداد، عراق
۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	۱۱۷۹ء غجدوان، بخارا
۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	یکم شوال ۶۱۶ھ	۱۲۱۹ء ریوگر، بخارا
۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	۱۳۱۷ء فغنہ (امکنہ بخارا)
۱۶۔ الٰہی بحرمت حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ ذوالقعدہ ۷۱۵ھ	۱۳۱۶ء خوارزم، ترکمانستان
۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد باباسماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ	۱۳۵۴ء سماس، بخارا
۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ جمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ	۱۳۷۰ء سوخار، ایران
۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سید بہاالدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	۱۳۸۹ء بخارا، ازبکستان
۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت علاء الدین محمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	۱۴۰۰ء چغانیاں، ترکمانستان
۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۵ صفر ۸۵۱ھ	۱۴۴۷ء دوشنبہ، تاجکستان
۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۸۹۵ھ	۱۴۸۹ء سمرقند، ازبکستان
۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	۱۵۲۹ء وخش، ترکمانستان
۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	۱۵۶۲ء اسقرار، سبز
۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد امکنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ	۱۶۰۰ء امکنہ، بخارا

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد باقی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ ۱۶۰۳ء، دہلی
۲۷۔ الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء، سرہند
۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ۱۶۶۸ء، سرہند
۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۹۶ھ ۱۶۸۴ء، سرہند
۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۴۷ھ ۱۷۳۴ء، دہلی
۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱ ذوالقعد ۱۱۳۵ھ ۱۷۲۳ء
۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ	۹ محرم ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۰ء دہلی
۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبداللہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۳ء دہلی
۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت علامہ خالد کردی شامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴۲ھ ۱۸۲۷ء دہلی
۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت یعقوب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عراقی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ادریس رحمۃ اللہ علیہ	
۳۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ اویس قرنی ثانی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمد عبداللہ مجذوب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۹۱ء جنت البقیع، مدینہ منورہ
۴۰۔ الٰہی بحرمت حضرت مرشدنا حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہ	

☆☆☆☆☆

ہفتہ وار اور ماہانہ معمولات تسبیح خانہ

ہر جمعرات درس وذکر خاص

ہر نوچندی جمعرات کو ذکر نفی اثبات ، مراقبہ اور ختم

آیۃ کریمہ ۔ ہر انگریزی مہینے کی آخری اتوار

کو حلقہ کشف المحجوب اور تفصیلی مراقبہ

(تسبیح خانہ قادری ہجویری ، درود محل)

پتہ خط وکتابت : دفتر ماہنامہ عبقری مرکز روحانیت وامن ۳/۷۸ ‘ عبقری اسٹریٹ نزد قرطبہ مسجد مزنگ چونگی ‘ لاہور

042-37552384,37597605,37586453

درس دنیا بھر میں براہ راست سننے کے لیے

website:www.ubqari.org

www.facebook.com/ubqari